ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
etitor@zauq-e-tahqeeq.com
Vol. 2, No.1 (2020)
(January to March)

تانیثیت: تحقیق، تنقید اور ترجمہ کے اثرات

Feminism: Effects of Research, Criticism and Translation

حافظہ عائشہ صدیقہ
ایم۔فل اُردو اسکالر، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور
ڈاکٹر عطاء الرحمٰن میو
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

Abstract:

The history of Urdu language and literature is based on many dimensions. Creation, criticism, research and translation swelled the literary and poetic capital of Urdu literature. While men have performed prominently in the field of research and editing and criticism, and the academic, literary and research ability of these achievements has been well received not only in the subcontinent but also in the outside world, women also proved their mettle in the field of research, criticism and translation. Whether it is the field of discipline or research and criticism, the translations or creations of foreign language literature, their magic is speaking loudly at all levels. From Mohammadi Begum to today, there is a long list of women who have served in the field of tanitism in terms of their critical, creative, research, editing, manuscript recognition and translation. Nisai has made the importance of literature clear that their importance in literature is accepted. Women are also asserting the importance of their writings in every field of literature. Kishor Nahid's style is attractive.

Key Words: history, dimensions, criticism, translation, achievements, Mohammadi Begum, manuscript, attractive.

اُردو زبان و ادب کی تاریخ کئی جہتوں پر مبنی ہے۔ تخلیق، تنقید، تحقیق اور تراجم کی بدولت اردو ادب کے نثری اور شعری سرمائے میں قابلِ قدر اضافہ ہوا۔ تحقیق و تدوین اور تنقید کے میدان میں جہاں مردوں نے کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں اور ان کارناموں کی علمی، ادبی اور تحقیقی قابلیت کو نہ صرف برصغیر میں بلکہ بیرونی دنیا میں بھی پذیرائی ملی ہے، وہیں عورتوں نے بھی تحقیق، تنقید اور ترجمہ کے میدان میں حتی المقدور اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ نظم و نثر کا میدان ہو یا تحقیق و تنقید کا، غیر ملکی زبانوں کے ادب کے تراجم ہوں یا تخلیقات، ہر سطح پر ان کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے۔ محمدی بیگم سے لے کر آج تک جن خواتین نے تانیثیت کے میدان میں اپنی تنقیدی، تخلیقی، تحقیقی، تدوینی، مخطوطہ شناسی اور تراجم کے حوالے سے خدمات انجام دیں، ان کی ایک طویل فہرست ہے۔ انھی میں ایک نام ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ کا ہے جنھوں نے "اردو نثر کا

آغاز و ارتقا (انیسویں صدی کے اوائل تک)" پی ایچ ڈی کا مقالہ تحریر کر کے سند فضیلت حاصل کی۔ پھر اپنی تحقیق کو آگے بڑھاتے ہوئے درج ذیل کتابیں تحریر اور ترتیب دیں:

۱۔ اُردو ادب کی ترقی میں خواتین کا حصہ

۲۔ دود چراغ محفل

۳۔ فن اور فنکار

۴۔ اقبالِ سخن

۵۔ دکھنی نثر پارے

۶۔ قدیم اردو

۷۔ کلیاتِ احسان

ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ تحقیق کی دنیا کی شناور ہیں۔ انھوں نے اپنی تصنیفات میں دکن میں اردو ادب کی نشو نما اور اردو زبان کے مولد و منشا کا سراغ لگانے کی کوشش کی ہے۔ ان کے نزدیک دکن ہی وہ جگہ ہے جہاں اردو زبان کی پیدائش نے نشان زیادہ پائے جاتے ہیں۔ وہ اپنی کتاب "اردو ادب کی ترقی میں خواتین کا حصہ" کے حرفِ اول میں رقمطراز ہیں:

> "اردو ادب اور خواتین ایسا، موضوع ہے جس پر اب تک کسی اہلِ قلم نے قلم اٹھانے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ چند تذکرے خواتین کی شاعری کے متعلق لکھے گئے لیکن اول تو صرف شاعری سے تعلق رکھتے تھے، دوسرے ان میں تحقیقی مواد کدو کاوش سے فراہم نہیں کیا گیا تھا۔۔۔۔۔ ان میں نہ تو اصول تاریخ نگاری کا لحاظ رکھا گیا نہ واقعات کی صحت کا۔ میں نے مختلف تذکروں کو دیکھنے کے بعد ان ہی خواتین کو منتخب کیا، جن کے حالات مختلف تذکروں میں ملے۔ اس کے بعد میں نے عہد بہ عہد تبصرہ کر کے زیادہ سے زیادہ واقعات فراہم کرنے کی کوشش کی۔"(۱)

اسی طرح ان کی کتاب "اردو نثر کا آغاز و ارتقا" گیارہ ابواب پر مشتمل ہے۔ ہر باب نثر کے قدیم ماخذات کے بارے میں سیر حاصل معلومات رکھتا ہے۔ وہ کتاب کے دیباچے میں لکھتی ہیں:

> "فورٹ ولیم کالج کا قیام اردو نثر کے ارتقا کی تاریخ میں ایک عہد آفریں واقعے کی حیثیت سے تقریباً سارے محققین کے پاس مسلم سا ہو گیا ہے۔ اردو ادب کی جتنی تحریکیں اب تک لکھی گئی ہیں تقریباً ان

سب میں فورٹ ولیم کالج سے پہلے نثری کارنامے کا تذکرہ بہت ہی مختصر سا ہے۔ چنانچہ "اردوئے قدیم" میں حکیم شمس اللہ قادری نے ایسی 11 کتابوں کے نام گنوائے ہیں۔ رام بابو سکسینہ نے اپنی تاریخ اُردو میں ایسے 9 نثری کارناموں کا ذکر کیا ہے۔ تیسری اہم تاریخ ڈاکٹر عجاز حسین کی "مختصر تاریخ ادب اردو" ہے جس میں کارناموں کی تعداد 8 ہے۔ ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد دکن نے بھی ایک مختصر تاریخ ادب اردو شائع کی ہے جس میں فورٹ ولیم کالج سے پہلے کے صرف 15 نثری کارناموں کا حال درج ہے۔ جبکہ پروفیسر حامد حسن قادری کی "داستان تاریخ اردو" غالباً اردو نثری کی تاریخ پر سب سے زیادہ حاوی کتاب ہے لیکن یہ قابل قدر تصنیف حالیہ دور کے نثری کارناموں تک نہیں پہنچتی۔ پھر بھی فورٹ ولیم کے پہلے کے کارناموں میں سے اس کتاب میں تقریباً 25 کا تذکرہ کیا گیا ہے۔"(۲)

ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ نے انتہائی باریک بینی سے فورٹ ولیم کالج سے پہلے ملنے والے نثری کارناموں کا جائزہ لیا ہے۔ ان کی فہرست اگرچہ کافی طویل ہے لیکن اس سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے بطور محقق اس نے کسی ایک ادبی تاریخ پر انحصار نہیں کیا بلکہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں مختلف تواریخ کے اوراق کھنگالے۔ مخطوطات، ملفوظات اور قلمی مسودات جتنے بھی دستیاب ہو سکے، کا بذات خود جائزہ لیا اور ان سے اخذ و استفادہ کر کے تحقیقی نتائج کا استخراج کیا۔ اس سلسلے میں انھوں نے اپنے عہد کے نامور لوگوں سے ملاقات کر کے راہ نمائی لی اور اپنی تحقیق کو حتی الوسع وقیع بنایا۔

اسی سلسلے کو ڈاکٹر شہناز انجم نے آگے بڑھایا اور پی ایچ ڈی کی سند فضیلت کے لیے "ادبی نثر کا ارتقا (شمالی ہند میں 1800 سے 1857ء تک) کے موضوع کا انتخاب کیا۔ شہناز انجم نے اس کے علاوہ "خیال در خیال"، "متنبی ایک شاعر" کتابیں تصنیف کیں۔ ان کی کتاب ادبی نثر کا ارتقا 6 ابواب پر مشتمل ہے۔ جس میں شمالی ہند میں نشو نما پانے والی ادبی نثر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ مکتوباتی اور صحافتی ادب بھی اس میں شامل ہیں۔ وہ پیش لفظ میں لکھتی ہیں:

"ادبی نثر سے مراد وہ نثر ہے جس کا براہ راست ادب سے تعلق ہوتا ہے۔ یہ معیاری اور ادبی زبان کی وہ خاصی مشکل ہوتی ہے جو بول چال کی زبان یا سائنسی زبان سے قطعاً مختلف ہوتی ہے۔ یہ اپنے حسن بیان اور تخلیقی عناصر اور ادبی خصوصیات سے پہچانی جاتی ہے۔"(۳)

ڈاکٹر شہناز انجم کی یہ تحقیقی کاوش ادبی حوالے سے اہم حیثیت رکھتی ہے کہ جس کے مطالعہ سے ہمیں ادبی نثر کے ماخذات، ادبی نثر اور غیر ادبی نثر میں فرق، ادبی نثر کے محاسن اور ادبی نثر کے تخلیق کاروں کے بارے میں پتہ ملتا ہے۔ خاص طور پر مقالے میں نثر کی تعریف اور تاریخ، شعر اور نثر کا فرق، نثر کی اقسام باعتبار الفاظ، نثر کی اقسام باعتبار معانی، نثر کی اقسام باعتبار مقاصد، ادبی نثر کے اجزا اور تعریف، یہ تحقیقی و تنقیدی کاوش ہے، جس کے ذریعے سے ہم نثر کی ماہیت، اس کے اسلوب، محاسن، مقاصد و مفاہیم اور ضرورت و اہمیت کے بارے میں بخوبی جان سکتے ہیں۔ دونوں خواتین محققین نے تانیثیت، تحقیق و تنقید کے ضمن میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے۔

تحقیق و تنقید کی اسی روایت کو ڈاکٹر سعیدہ جعفر نے مستحکم کیا۔ انہوں نے عبدالقادر سروری کے زیر نگرانی "اردو مضمون کا ارتقا" کے موضوع پر تحقیقی مقالہ لکھ کر 1959ء میں جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن سے پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی۔ سعیدہ جعفر تحقیق و تدوین اور تنقید کا ایک معتبر نام ہے۔ تدوین میں قدیم دکنی ادب پر ان کی گہری نگاہ ہے۔ ان کی اب تک 35 سے زائد کتب شائع ہو کر، ناقدین سے اپنی اہمیت منوا چکی ہیں۔ ان کی بیشتر کتابوں کے دیگر زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں۔ انگریزی، عربی، میراٹھی زبان میں ان کی کتابوں کے تراجم خوب پڑھے جاتے ہیں۔ وہ دکنی ادب کے علاوہ نسائی ادب کی اہم شناور ہیں۔ ان کی اہم کتابوں میں "ماسٹر رام چندر: اردو نثر کے ارتقا میں ان کا حصہ"، 'من سمجھاون'، 'دکنی رباعیاں'، 'سکھ انجن'، 'دکنی نثر کا انتخاب'، 'مثنوی یوسف زلیخا'، کلیات محمد قلی قطب شاہ'، 'مثنوی مہ پیکر'، 'دکنی ادب میں قصیدے کی روایت' وغیرہ اہم کتابیں ہیں۔ غلام یزدانی ان کی کتاب "ماسٹر رام چندر: اردو نثر کے ارتقا میں ان کا حصہ" کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں:

> "ڈاکٹر سیدہ جعفر نے ماسٹر رام چندر کی قومی خدمت کو بحیثیت اخبار نویس بہت سراہا ہے اور ان کے مضامین کے اقتباسات اپنی رائے کی تائید میں پیش کیے ہیں۔ ترجمے کی حد تک ان کے مضامین کی افادیت میں کوئی شک نہیں لیکن ادب کی اعلیٰ قدروں پر جب ان کو جانچا جاتا ہے تو ان میں بہت خامیاں نظر آتی ہیں تاہم ماسٹر رام چندر کی کوشش سماج کی علمی ترقی اور اخلاقی اصلاح کے بارے میں قابل تحسین ہے اور مجھے یہ لکھنے میں خوشی ہے کہ ڈاکٹر سیدہ جعفر نے دلی کے ایک ریاضی کے فاضل کے حالات زندگی کو، جو لوگوں کے ذہن سے تقریباً مٹ گئے تھے، اپنی کوشش اور علمی جدوجہد سے پھر تازہ کر دیا۔"(۴)

خود ڈاکٹر سیدہ جعفر کتاب کے دیباچے میں لکھتی ہیں:

> "ماسٹر رام چندر کی شخصیت، ان کی تخلیقات اور ان کی تحریریں، ادب میں اپنا ایک مقام رکھتی ہیں۔ وہ اردو کے بلند پایہ ادیب نہیں ہیں اور نہ انھوں نے کہیں اپنے اعلیٰ انشاء پردازی کا دعوی کیا ہے۔۔۔۔ لیکن ان کی تحریروں میں نئی زندگی کی آہٹیں سنائی دیتی ہیں۔ ان کی باتیں مشینی دور کی آمد کا احساس دلاتی ہیں۔ ماسٹر رام چندر کا سلوب سادہ اور فطری نئی ہے۔"(۵)

مولفہ ڈاکٹر سیدہ جعفر جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن میں تدریس کے فرائض انجام دیتی رہیں۔ وہاں انہیں اپنے عہد کے نامور محققین و ماہرین سے سابقہ پڑا۔ عبدالقادر سروری، پروفیسر ڈاکٹر مختارالدین آرزو، قاضی عبدالودود اور دیگر نام شامل ہیں جنہوں نے ان کی تحقیقی کاوشوں کو سراہا اور ان کی تحریروں کو اعتبار بخشا، جس کی بنا پر وہ تحقیق و تدوین کی دنیا کو مسخر کرنے کی کوشش کرتی رہیں۔ پروفیسر محمود الٰہی ان کی صلاحیتوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "ڈاکٹر سیدہ جعفر اردو تنقید و تحقیق کی نمائندگی کرتی ہیں۔ کلاسیکی متن کی ترتیب میں انہیں ملکہ حاصل ہے۔ انتخاب کلام محمد قلی قطب شاہ ان کی بہترین تحقیقی کاوش ہے۔"(۶)

ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش اردو تحقیق و تدوین کا باوقار نام ہے، جن کی مرتب کردہ سب سے اہم کتاب "اردو میں اصول تحقیق" اس وقت سامنے آئی جب نو آموز محققین کے لیے تحقیق و تدین کے موضوع پر کوئی باقاعدہ کتاب دستیاب نہ تھی۔ یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل تھی۔ ازاں بعد مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور نے اسے ایک جلد میں اکٹھا کر دیا اور یوں تحقیق و تدوین پر نایاب مضامین پر مبنی یہ کتاب محققین کے لیے ایک گراں قدر اثاثہ ثابت ہوئی۔ ایم فل اور پی ایچ ڈی کرنے والے سکالر کے لیے یہ ایک رہنما کتاب ہے جس میں تحقیق و تدوین کے مختلف پہلوؤں پر تحقیقی انداز میں مضامین پیش کیے گئے۔ اُردو میں اصول تحقیق کے مقدمہ میں ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش لکھتی ہیں:

> "علمی دنیا میں ترقی کا ثبوت وہ تحقیقی کام ہے جو ہر شعبہ علم میں ہوتا ہے۔ تحقیق کی بنیاد تلاش و جستجو، مشاہدات، تجربات اور علوم کے افہام و تفہیم پر ہوتی ہے۔ تحقیق ایک محتاط، سرگرم جستجو اور مسلسل کاوش اظہار ہے۔ جس میں مروجہ حقیقتوں کی تصدیق، نئی حقیقتوں کی تلاش اور سچائی کی کھوج مضمر ہے۔ جس کے منطقی نتائج تمام علوم کے لیے مفید ثابت ہوتے ہیں۔ اس سے علم و فن کی نئی راہیں دریافت ہوتی ہیں، نئی حقیقتیں ابھرتی ہیں اور نئے انکشافات جنم لیتے ہیں۔ ان نئی دریافتوں، نئے حقائق اور نئے انکشافات کی روشنی میں مروجہ نتائج پر نظر ثانی کی جاتی ہے اور ان کے اثرات کا کھوج لگا کر اس کی صحیح تاویل پیش کی جاتی ہے۔"(۷)

ڈاکٹر سلطانہ بخش نے تصنیف و تالیف کے میدان میں اپنا الگ رنگ جمایا ہے، انہوں نے دیوان تراب اور قصہ رنگین گفتار کو مرتب کر کے اپنی تحقیقی بصیرت کا ثبوت فراہم کیا۔ "دیوان تراب" دکن کے بارہویں صدی ہجری کے شاعر شاہ تراب کے کلام کا مجموعہ ہے۔ وہ اپنے عہد کے صوفی اور شاعر تھے۔ ڈاکٹر سلطانہ بخش کا وصف یہ ہے کہ انوں نے یہ دیوان مرتب کرتے وقت اس پر بسیط مقدمہ لکھا۔ مشکل الفاظ کی فرہنگ تیار کی تاکہ قارئین دیوان تراب کی تفہیم میں آسانی محسوس کریں۔ واضح رہے کہ منشی نول کشور نے مکتبہ نامی کانپور سے دیوان تراب 1892ء میں شائع کیا تھا۔

ڈاکٹر عظمت رباب تحقیق و تدوین کا نمایاں نام ہے۔ انہوں نے اردو تدوین متن کی روایت پر ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھ کر سند فضیلت حاصل کی۔ ان کی تیرہ سے زائد تصانیف و تالیفات سامنے آچکی ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں:

غلام قادر فصیح: احوال و آثار شہناز کے نام: ترتیب و تدوین، اصطلاحات تدوین متن، اردو کلیات غالب (ترتیب و تدوین)،

فرہنگ اردو کلیات غالب، مطالعات غالب، اردو تدوین متن کے دبستان، اردو تدوین متن کے علمبر دار، اقبال اور رومانویت، اصطلاحات تحقیق و تدوین، اصطلاحات کا تشریحی لغت، ارمغان اشرف (ترتیب و تنظیم) اور تیس سے زائد تحقیقی مضامین مختلف جرائد میں شائع ہو چکے ہیں۔

کشور ناہید اردو کی نامور شاعرہ ہیں۔ شاعری کے علاوہ ان کی نثر بھی خوبصورت ہے۔ انہوں نے تئیس اہم افسانہ نگار خواتین کا انتخاب بڑے سلیقے سے کیا ہے اور ان کے نمائندہ افسانے منتخب کر کے مرتب کیے ہیں، جن کی تعداد 23 ہے۔ انتخاب میں مسز

عبدالقادر، حجاب امتیاز علی، ممتاز شیریں، ہاجرہ مسرور، خدیجہ مسرور، بانو قدسیہ، جمیلہ ہاشمی، خالدہ حسین، اختر جمال، الطاف فاطمہ، ام عمارہ، رشیدہ رضویہ، رضیہ فصیح احمد، عفرا بخاری، فرخندہ لودھی، مسرت لغاری، زاہدہ حنا، کہکشاں ملک، فردوس حیدر، زیتون بانو، سعیدہ گزدر، عذرا اصغر، نورالہدی شاہ شامل ہیں۔ وہ اپنی مرتب کردہ کتاب کے دیباچہ، بعنوان: "خواتین لکھنے والیوں کے توسط، استعارے کی تفہیم" میں لکھتی ہیں:

> "یوں تو اردو ادب میں کہانی اور وہ بھی جدید کہانی لکھنے والیوں میں بہت سے نام فہرستوں میں گنوائے جاتے ہیں۔ مگر جن کو ادب کی سند ملی اور جنہوں نے "زینت کی کشیدہ کاری" کے پیرہن سے نکل کر ایک کہانی کار کی حیثیت سے اپنا وجود منوایا، اپنے عہد کو تحریر کیا، اپنے انداز فکر اور اسلوب کو منوایا اور جن کی تحریر سے آنکھ چرانا، نقاد ان ادب کے بس کی بات نہیں رہی۔ ان کی کہانیوں کو مجتمع کیا تو اپنے زمانے کی تاریخ کی بساط بچھتی چلی گئی اور وہ نئی لغت اور نیا منظر نامہ سامنے آیا کہ جس کو تسلیم کرتے ہوئے معاشرے کی گردن کی رگیں کھنچتی چلی جاتی ہیں۔"(۸)

کشور ناہید نے بڑی سادہ بیانی سے خواتین کے ادب کو فصاحت و بلاغت قرار دیا ہے۔ نسائی ادب کی اہمیت کو واضح کیا ہے کہ ادب میں ان کی اہمیت مسلمہ ہے۔ خواتین بھی خم ٹھونک کر ادب کے ہر شعبے میں اپنی نگارشات کی اہمیت منوا رہی ہیں۔ کشور ناہید کا اسلوب نثر پر کشش ہے۔ ان کی نثر کی سادگی و روانی کو دیکھتے اور پڑھتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے گویا لفظوں کا بہاؤ ہے کہ رکنے کا نام نہیں لیتا۔ عصری صورتحال اور ادبی تحریروں پر ان کی نگاہ خوب ہے۔ غیر افسانوی نثر پر ان کے پانچ سے زائد مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ انہوں نے "سیپی سدھوا" کے ناول "زیتون" کا اردو ترجمہ کیا ہے۔

الطاف فاطمہ بھی کئی ادبی جہتوں کے حوالے سے اپنی منفرد پہچان رکھتی ہیں۔ انھوں نے Inside The Haveli by Rama Mehta (novel) کا اردو ترجمہ "حویلی کے اندر" کے عنوان سے کیا ہے۔ اس ترجمے کو مشعل پبلشرز، لاہور نے 1999ء میں شائع کیا ہے۔ ترجمہ عام فہم زبان کے اسلوب کا حامل ہے۔ وہ پیش لفظ میں لکھتی ہیں:

> "رماہتہ کے ناول Inside The Haveli کا ترجمہ کرتے وقت میں ایک عجیب احساس سے دوچار تھی کہ ناول نگاری کے فن کے بارے میں آج تک جو نظریات اور کلیے پڑھ اور سن رکھے تھے، وہ باطل محسوس ہونے لگے۔ خصوصاً یہ تصور کہ یہ کام تو بہت مشکل ہے اور ناول لکھنا کھیل نہیں یا یہ خیال کہ ناول نگاری تو ایک ایسا فن ہے جس کے لکھنے والے کو بڑی سہولتیں میسر ہوتی ہیں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے، ان سہولتوں سے فائدہ اٹھانے اور کام نکالنے کے لیے بڑے سلیقے سے، زندگی سے حقیقی اور سچی قربتوں اور آگہی کے ساتھ ساتھ قصے یا ناول کے کینوس میں جدید اور قدیم کے درمیان موجود فاصلوں کو عبور کرنے کے لیے ایک پائیدار انڈر پاس تعمیر کرنے کی مہارت کی ضرورت ہے، جس پر رفتہ و حاضر بڑے سبک انداز میں نظر آئیں۔"(۹)

تحقیق و تنقید کے ساتھ ساتھ خواتین نے ترجمے کے میدان میں بھی اپنی صلاحیتوں کا اظہار کیا ہے۔ جس کا بین ثبوت الطاف فاطمہ، زاہدہ حنا، قرۃ العین حیدر اور دیگر خواتین ہیں۔ جنہوں نے غیر ملکی ادبی شہ پاروں کو اردو میں ڈھالا ہے جس سے اردو ادب میں نئی اصناف نظم و نثر کا اضافہ ہوا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ رفیعہ سلطانہ، ڈاکٹر، اُردو اَدب کی ترقی میں خواتین کا حصہ، حیدر آباد، مجلس تحقیقات اردو حمایت نگر، س۔ن، ص:۶۵

۲۔ رفیعہ سلطانہ، ڈاکٹر، اُردو نثر کا آغاز و ارتقا (19 ویں صدی کے اوائل تک)، حیدر آباد، مجلس تحقیقات اردو، س۔ن، ص:۱

۳۔ شہناز انجم، ڈاکٹر، ادبی نثر کا ارتقا (شمالی ہند میں ۱۸۰۰ء سے ۱۸۵۷ء تک)، نئی دہلی، شعبہ اردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ، ۱۹۸۵ء ص:۱۰

۴۔ سیدہ جعفر، ڈاکٹر، ماسٹر رام چندر اردو نثر کے ارتقا میں ان کا حصہ، حیدر آباد، ابوالکلام آزاد ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، س۔ن۔ ص:۳

۵۔ ایضاً، ص:۷

۶۔ پروفیسر محمود الٰہی، پیش لفظ، مشمولہ، انتخاب کلام قلی قطب شاہ مرتبہ سیدہ جعفر، ڈاکٹر، لکھنو، اتر پردیش اردو اکادمی، ۱۹۸۹ء، ص:۴

۷۔ سلطانہ بخش، ڈاکٹر، مرتبہ، اردو میں اصول تحقیق، لاہور، اردو اکیڈمی، ۲۰۱۲ء، ص::۷

۸۔ کشور ناہید، خواتین افسانہ نگار (۱۹۹۰ء۔ ۱۹۳۰ء) لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۶ء، ص:۵

۹۔ الطاف فاطمہ، حویلی کے اندر، لاہور، مشعل پبلشرز، ۱۹۹۹ء، ص:۳